# مغتنم الحصول فی علم الاصول میں علامہ حبیب اللہ قندہاری کے اسلوب کا تجزیاتی مطالعہ

# *A Critical Analysis of the Methodology of Allāma Ḥabib Ullah Qandahārī in Mughtanam al ḥosūl fī īlm āl usūl*

*ڈاکٹر میاں اسعد اللہ
**ڈاکٹر محمد راشد

## *Abstract:*

*The evidence of the superiority of jurisprudence is evident from the Holy Quran itself, as evidenced from the verse: "And whoever is given wisdom is certainly given a lot of good". The interpreters of Quran explain "wisdom" as the knowledge of Shariah. Similarly, there is a tradition of the Prophet (SAW) that: when Allah intends goodness with someone, he gives him the comprehension of Islam. However, it is difficult to find the solution of all human problems in the light of the Holly Quran and Sunnah only, without the tool of ijtihad. The knowledge of fiqh is required for interpretation and derivation of Islamic rulings. The manuscript "Mughtanam ul hosul fi ilm ul usoul" is about jurisprudence. The compiler of this manuscript is the great scholar Habib Ullah belonging to a highly educated family in Afghanistan. The manuscript is criticism and illustration "Musllam" Written by Mohib Ullah. He has kept in mind both the Hanafi and Shafi jurisprudential principles while writing it. The important bibliographies are Alburhan fi usoulil fiqh, Almahsoul, Almustasfa, Almankhoul, Altahreer, Altaqreer va altahbeer.*

*Key words: Tafseer, Tradition, Jurisprudence, Ijtihad, Fiqh, manuscript, Mughtanam ul hosul fi ilm ul usoul, Musllam*

شریعت اسلامیہ مکمل نظام حیات ہے جس میں ہر دور کے مسائل اور مشکلات کا آسان اور بہترین حل قرآن و سنت میں کلیات کی شکل میں موجود ہے۔ جن میں غور و فکر کرنے سے ہر دور کے نئے پیش آمدہ مسائل کا بہترین اور آسان حل تلاش کیا جاسکتا ہے۔ چونکہ ہر زمانے کے حالات، واقعات، تقاضے، رسم و رواج اور طرز زندگی تبدیل ہوتے رہتے ہیں جس کا لازمی اثر احکام شرعیہ پر پڑتا ہے۔ اسلام نے کبھی بھی یہ پابندی نہیں لگائی کہ تمام

*اسسٹنٹ پروفیسر گورنمنٹ سپیریئر سائنس کالج، پشاور
**لیکچرار شعبہ علوم اسلامیہ، جامعہ کوئٹہ بلوچستان

انسان ابتداء سے لے کر قیامت تک اپنی معاشرتی زندگی بود و باش، کھانے پینے، معاملات اور غم و خوشی میں ایک خاص طریقہ اپنائیں البتہ اس بات کی تاکید بڑی سختی سے کی ہے کہ ان امور میں اسلام کے بنیادی اصول و ضوابط مد نظر رکھے جائیں۔ کوئی کام، رسم و رواج، عرف و عادت اسلام کی روح کے منافی نہ ہو۔ چونکہ ان تمام مسائل اور مشکلات کا حل قرآن و سنت میں تلاش کرنا جد وجہد اور ان تھک کوشش کے بغیر ممکن نہیں اور اسی ان تھک علمی کوشش، جد وجہد کا نام اجتہاد ہے جس کی ہر دور میں ضرورت محسوس کی جاتی ہے۔ زمان و مکان کے اعتبار سے احکام میں رونما ہونے والی تبدیلی کو تطبیق دینے کو اجتہاد و استنباط کہا جاتا ہے۔ اجتہاد اور فن استنباط کو سمجھنے اور اس میں ملکہ حاصل کرنے کے لئے اہم اور بنیادی علم کی ضرورت ہے جس کو "علم اصول فقہ" کہا جاتا ہے۔ یعنی ان بنیادی قواعد و ضوابط کی معرفت فہم قرآن و سنت کے لئے از حد ضروری ہے۔ ان کے بغیر مسائل کا استنباط اور استخراج ممکن ہی نہیں، انہی قواعد کے ذریعے خاص کر موجودہ دور کی جدید اور پیش آمدہ مسائل کا حل قرآن و سنت سے تلاش کرنے میں آسانی اور مدد مل سکتی ہے۔ چنانچہ ہر دور کے اہل علم نے اس فن میں بہت زیادہ محنت کی اور مختلف انداز میں بے شمار تصانیف کیں تاہم مجموعی طور پر اہل علم نے اصول فقہ کی تدوین میں جو طریقے اختیار کئے ان میں سے تین زیادہ قابل ذکر ہیں:

1) اصول الشافعیہ اس کا دوسرا نام اصول المتکلمین ہے۔
2) دوسرا طریقہ اصول الحنفیہ ہے۔
3) تیسرا طریقہ متاخرین کا ہے۔

## 1۔ اصول الشافعیہ / اصول المتکلمین

اس طریقہ کا نام "اصول الشافعیہ" یا "اصول المتکلمین" ہے۔ اور یہ طریقہ خالص نظری ہے۔ جس میں قواعد کی تنقیح و توضیح پر زور دیا جاتا ہے۔ اس طریقہ کے مطابق قواعد ذکر کرنے کے ساتھ ان کا طریقہ کار وضع کیا جاتا ہے اور دلائل کا التزام کیا جاتا ہے۔ جزئیات کی تطبیق کا لحاظ نہیں رکھتے۔ جو بھی قاعدہ دلیل کے اعتبار سے قوی تر ہوتا اسے اختیار کر لیا جاتا ہے چنانچہ شافعی علماء نے امام شافعی سے اصول میں اختلاف کیا مگر فروع میں ان کے متبع رہے[1]۔ مثلاً امام شافعی اجماع سکوتی کی حجیت کے قائل نہیں۔ امام الحرمین نے امام شافعی کے مذہب کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے۔

فالمختار إذا مذهب الشافعي فإن من ألفاظه الرشيقة في المسألة لا ينسب إلى ساكت قول[2]۔

لیکن علامہ آمدی مسلکاً شافعی ہونے کے باوجود اجماع سکوتی کو حجت مانتے ہیں وہ فرماتے ہیں۔

فَكَانَ إِجْمَاعًا سُكُوتِيًّا وَهُوَ حُجَّةٌ مُغَلِّبَةٌ عَلَى الظَّنِّ[3]

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ امام الحرمین اجماع سکوتی کو حجت مانتے ہیں اور اس کو خبر واحد کے درجہ میں رکھتے ہیں۔

**امتیازی خصوصیات**

1۔ نظر وجدل کی آزادی ہوتی ہے۔

2۔ مسائل کی منطقی تحقیق اور عقلی استدلال پر زور دیا جاتا ہے۔

3۔ اپنے مسالک کی طرفداری اور تعصب سے اجتناب پر زور دیا جاتا ہے۔

4۔ صرف احکام فقہیہ میں غور وخوض پر اکتفاء نہیں کیا جاتا بلکہ علم کلام کے بعض مسائل عقلیہ کو بھی اصول فقہ کے ضمن میں موضوع بحث بنایا جاتا ہے۔

**طریقہ اصول الشافعیہ میں اہم کتابیں:**

1- البرہان فی اصول الفقه - عبد الملك بن عبد الله بن يوسف بن محمد الجويني، أبو المعالي، ركن الدين، الملقب بإمام الحرمين (متوفى: 478ھ)

2-المستصفى - أبو حامد محمد بن محمد الغزالي الطوسي (متوفى: 505ھ)

3- العمد -قاضی عبد الجبار(متوفی:415ھ)

4- المعتمد فی اصول الفقه- محمد بن علي الطيب أبو الحسين البَصْري المعتزلي (متوفى: 436ھ)

5-التقریب و الارشاد فی ترتیب طرق الاجتہاد-قاضی ابو بکر محمد بن الطیب باقلانی مالکی (متوفی:403ھ)

6- اللمع في أصول الفقه- أبو اسحاق إبراهيم بن علي بن يوسف الشيرازي (متوفى: 476ھ)

7-تذکرۃ العالم و الطریق السالم،ابو نصر احمد بن جعفر بن الصباغ شافعی(متوفی:477ھ)

**2) اصول الحنفیہ**

یہ طریقہ حنفی علماء کا ہے۔اس طریقہ کے علماء اپنے ائمہ کے اجتہادی مسائل کو سامنے رکھ کر اس کے لئے اصول وضع کرتے ہیں۔ یہ طریقہ اصول الحنفیہ کے نام سے اس لئے مشہور ہوا کہ حنفی علماء نے اس کو اختیار کیا۔

**امتیازی خصوصیات**

1) اس طریقہ کے مطابق اصول اجتہاد فقہی بصیرت کے تابع رہتے ہیں اور ایسے قواعد کی صورت اختیار کر لیتے ہیں جن کا دیگر قواعد کے ساتھ موازنہ کیا جاسکتا ہے اور موازنہ کی کی مدد سے عقل زیادہ بہتر قواعد کی جانب رہنمائی حاصل کر لیتی ہے۔

2) اس اسلوب کے مطابق اصول و قواعد عملی تطبیق سے جدا محض نظریاتی مبحث نہیں رہتے بلکہ جزئیات اور فروع پر منطبق ہوتے ہیں۔

**طریقہ اصول الحنفیہ میں اہم کتابیں**

1) اصول الکرخی، عبید اللہ بن الحسین الکرخی(متوفی:340ھ)
2) الفصول فی الاصول ، ابو بکر احمد بن علی الجصاص رازی،(متوفی:370ھ)
3) تقویم الادلۃ، ابو زید عبید اللہ بن عمر الدبوسی (متوفی:430ھ)
4) اصول البزدوی، فخر الاسلام علی بن محمد بن الحسین البزدوی(متوفی:482ھ)
5) اصول السرخسی، ابو بکر محمد بن احمد السرخسی(متوفی:490ھ)
6) المنار، ابو البرکات عبد اللہ بن احمد المعروف بحافظ الدین النسفی حنفی(متوفی:710ھ)
7) ماخذ الشرائع ، امام ابو منصور محمد بن محمد ماتریدی (متوفی:330ھ)

**3۔اصول المتاخرین**

اصول فقہ کی تدوین کا تیسرا طریقہ "علماء متاخرین کا طریقہ تدوین" کہلاتا ہے۔اس میں اہل سنت کے چاروں فقہی مکاتب فکر کے اہل علم شامل ہیں۔اس طریقہ میں درج بالا دونوں طریقوں کے درمیان مطابقت کی کوشش کی گئی ہے۔اور ساتھ ہی فقہی اصول و قواعد کی مدلل تحقیق کر کے انہیں فقہی فروعات پر منطبق کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔اس طریقے کے مطابق اصول فقہ کی تدوین ساتویں صدی ہجری میں ہوا[4]۔

**متاخرین کے طریقہ تدوین کی بعض اہم کتب:**

1) بديع النظام الجامع بين كتابى البزدوى و الاحكام:مظفر الدين: أحمد بن علي الساعاتي الحنفي (متوفی:694ھ) اس کتاب میں حنفی عالم علامہ بزدوی(متوفی:482ھ) اور شافعی عالم سیف الدین الآمدی (متوفی::631ھ) دونوں کے اسلوب کو جمع کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

2) قاضی صدر الشریعۃ:عبید اللہ بن مسعود البخاري الحنفي (متوفی:747ھ)کی "تنقیح الاصول"اور اس کی شرح "شرح التوضیح" بھی اسی منہج کے مطابق ہے۔اس میں علامہ بزدوی حنفی(متوفی:482ھ)کی "اصول البزدوی" شافعی عالم ابو بکر رازی(متوفی:606ھ) کی " المحصول" اور ابن حاجب مالکی(متوفی:464ھ)کی "منتهي الاصول و الامل"کے مضامین کو یکجا کرنے کی کوشش کی گئی۔

3)جمع الجوامع:عبدالوہاب بن علی عبدالکافی السبکی شافعی(متوفی:771ھ)۔یہ کتاب تقریباسو کتابوں کا نچوڑ ہے۔

4) التحریر فی اصول الفقہ: کمال الدین محمد بن عبد الواحد معروف بابن الھمام حنفی (متوفی: 821ھ)۔ ان کے ایک شاگرد محمد بن امیر الحاج حنفی (متوفی: 879ھ) نے " التقریر و التحبیر" کے نام سے اس کی شرح لکھی۔ دیگر شارحین میں محمد بن امین معروف بامیر بادشاہ بھی شامل ہیں۔ جنہوں نے "تیسیر التحریر" تالیف کی۔

5) ارشاد الفحول الی تحقیق الحق من الاصول: محمد بن عبد اللہ شوکانی (متوفی: 1250ھ)۔ برصغیر کے مشہور عالم نواب صدیق حسن (متوفی: 1307ھ) نے حصول المامول من علم الاصول کے نام سے اس کی تلخیص کی۔

6) مسلم الثبوت: علامہ محب اللہ بہاری (متوفی: 1119ھ) نے اس کتاب میں ابن ہمام الحنفی (متوفی: 861ھ) کی "التحریر" اور تاج الدین الشافعی (متوفی: 771ھ) کی "جمع الجوامع" کے اسلوب کو جمع کرنے کی کوشش کی ہے۔

## صاحبِ مغتنم الحصول فی علم الاصول کا تعارف

مغتنم الحصول فی علم الاصول کے مؤلف کا نام علامہ حبیب اللہ قندہاری ہے۔ آپ 1213ھ کو رمضان کے مہینہ میں قندہار کے مضافات میں ملا فیض اللہ کے گھر پیدا ہوئے[5]۔ ابتدائی تعلیم قندہار میں حاصل کرنے کے بعد ہرات بھی گئے اور ایران وہند کے اسفار بھی کئے۔ عربی اور فارسی زبانوں میں کئی کتابیں لکھیں۔ آپ کا ایک رسالہ "ابجد التاریخ" پشاور یونیورسٹی کی لائبریری میں محقق صورت میں موجود ہے، جس کی تحقیق ایم فل سکالر رحمت شاہ نے کی ہے۔ آپ کے مشہور اساتذہ میں قاضي القضاة المولوي أحمد بن إسماعيل يعقوبي الكوذي متوفی 1223ھ اور ملا فرح الدین آخند متوفی 1241ھ سرفہرست ہیں[6]۔ 53 سال کی عمر میں 1265ھ کو آپ کی وفات ہوئی[7]۔

## مغتنم الحصول فی علم الاصول کا تعارف

مغتنم الحصول علامہ حبیب اللہ قندہاری کی اصول فقہ میں لکھی ہوئی کتاب مخطوط کی شکل میں ہے جو کہ اصول فقہ کے تمام موضوعات پر مشتمل ہے۔ اسلامیہ کالج پشاور کی لائبریری میں آپ کی یہ تالیف مخطوط کی شکل میں شمار نمبر 622 پر موجود ہے۔ اس کے علاوہ بھی پاکستان کے مختلف مقامات پر اس کے نسخے موجود ہیں۔

طریقہ اور اسلوب میں اصول حنفی اور شافعی دونوں کو مد نظر رکھا گیا ہے۔ مؤلف کی یہ تالیف در حقیقت علامہ محب اللہ بہاری کی کتاب "مسلم الثبوت" کا رد ہے۔ اس میں مولف نے " مسلم الثبوت " کا منہج اختیار کیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اس کے پیچیدہ اور حل طلب مسائل کی تشریح بھی کی ہے۔ اس کے اکثر مسائل کا

تحقیقانہ اور تنقیدانہ جائزہ بھی لیا ہے۔مؤلف نے مسلم الثبوت کے نقد کی طرف خود مقدمہ میں اشارہ کیا ہے۔

" لما وجدت كتاب "المسلم " للفاضل محب الله البهاري من متون الفن موصوفا بالمتانة و معروفا بالرصانة و حتى رأيت اللطالبين مكبين عليه و ملقين أسماعهم اليه , إذا و صفه مصنفه بأنه حاوٍ لطريقي الحنفية و الشافعية , و غير مايل إليه ميلا ما عن الواقعية أحببت أن أحتذي على مثاله و أنسج على منواله معترضالأكثر ما فيه أو في حواشيه حلا و عقدا, معتيا بذكر ماله أو عليه ردا أو نقدا مراعيا فيه شرطية الانصاف , مستتعيذا بالله سبحان عن الجور و الإعتساف , فحررت..."

"جب میں نے علامہ محب اللہ بہاری کی کتاب مسلم الثبوت کو اس فن کے بہترین الفاظ کے متون میں پایا جس کی وجہ سے طلبہ کو اس کی طرف متوجہ ہوتے دیکھا۔صاحب مسلم نے اس کا وصف بیان کرتے ہوئے کہا کہ یہ کتاب طریقہ حنفیہ و شافعیہ کو جامع ہے۔اور حقائق سے کسی طرح دور نہیں۔میں (صاحبِ مغتنم) نے چاہا کہ اس کے طریقے کو اپناؤں مگر اس میں اور اس کے حواشی میں پائی جانے والی بہت سی آسان و مشکل چیزوں سے اجتناب کروں۔میں نے حق راستے کو اختیار کرتے ہوئے اس کے محاسن کے اہتمام کا خیال رکھا۔اللہ کے غضب اور تنگی سے پناہ مانگتے ہوئے یہ کتاب تحریر کی"۔یہ تالیف مخطوط کی شکل میں اسلامیہ کالج یونیورسٹی کی لائبریری میں شمار نمبر622 پر موجود ہے۔اس کے علاوہ اور نسخے بھی مخطوط کی شکل میں پاکستان کے مختلف مقامات پر موجود ہیں۔

## مغتنم الحصول فی علم الاصول کا اسلوب

دوسرے متاخرین کی طرح مؤلف نے صرف احناف کے مذہب پر اکتفاء نہیں کیا بلکہ دوسرے ائمہ شوافع اور معتزلہ وغیرہ کے اقوال کو بھی ذکر کیا ہے۔جیسے امر وجوب کے لئے آتا ہے یا نہیں۔اس مسئلہ کے ذیل میں مؤلف لکھتے ہیں:

''صيغة'' إفعل'' عند الجمهور حقيقة في الوجوب, قال الإمام الرازي:هو الحق,و صححه البيضاوي و ابن الحاجب و ذكر إمام الحرمين و الآمدي أنه مذهب الشافعي . و عند أبي هاشم و عامة المعتزلة و جماعة من الفقهاء منهم الشافعي, في قول في الندب فقط. في المسلم :وله في النهي قول واحد''۔[8]

اسی طرح مسئلہ (هل العام المخصوص مجاز؟ ) کے تحت وہ فرماتے ہیں:

''هل العام المخصوص مجاز ؟ فجمهور الأشاعرة و المعتزلة و بعض الحنفية : نعم . و بعضهم كالسرخسي و الحنابلة و أكثر الشافعية بل جمهور الفقهاء: حقيقة . و بعض الحنفية , و إمام الحرمين :حقيقة في الباقي مجاز في الإقتصار عليه . و أبوبكر الجصاص الرازي :حقيقة إن كان الباقي غير منحصر كما في المختصر و هو معنى ما نقل الشافعية عنه إن كان للباقي كثرة يعسر ضبطها , و الحنفية نقلوا عنه إن كان الباقي جميعا من غير قيد عدم الحصر . وأبوالحسين : حقيقة إن خص بغير مستقل و به قال الإمام الرازي و هو معنى قول البعض الأول من الحنفية إذ لا تخصيص لأكثرهم إلا بمستقل''[9].

## 2۔ ہر مذہب کے ساتھ اس کے دلائل ذکر کرنا

سب سے پہلے کسی مسئلہ میں اقوال مختصراً ذکر کرتے ہیں۔اس کے بعد ہر مذہب کے دلائل ذکر کرتے ہیں، جیسے جمع کا اطلاق دو کی عدد پر ہوتا ہے یا نہیں؟سب سے پہلے جملہ اقوال ذکر کرتے ہیں:

''هل يطلق الجمع لإثنين ؟ فقيل: نعم حقيقة . و قيل :بل مجازا , و زاد إمام الحرمين و للواحد . وقيل: لا أصلا كذا في العضدي. وفي التقرير الأول معز إلى عمر و زيد بن ثابت ومالک في رواية و داود و القاضي و الاستاذ و الغزالي و الخليل و سيبويه. والثاني إلى جمهور الصحابة و أئمة الفقه و اللغة''[10]۔

اقوال ذکر کرنے کے بعد ہر مذہب کے دلائل ذکر کرتے ہیں:

''الجمهور:المتبادر ما فوق الإثنين و هو دليل الحقيقة. و يدل عليه قول ابن عباس لعثمان (ليس الأخوان إخوة في لسان قومک)أي حقيقة- المطلقون للإثنين حقيقة: أولا:﴿ فَإِنْ كَانَ لَهُ إِخْوَةٌ﴾ و المراد أخوان فصاعدا إجماعا. وثانيا:﴿ إِنَّا مَعَكُمْ مُسْتَمِعُونَ﴾خوطب موسى وهارون عليهما السلام بضمير الجمع-وثالثا:﴿وَكُنَّا لِحُكْمِهِمْ شَاهِدِينَ ﴾ أي لحكم دواود و سليمان عليهما السلام. ورابعا: قال عليه السلام:( الإثنان فما فوقهما جماعة) و أنه نص في إطلاق لفظ الجمع لكونه بمعنى الجماعة''[11].

## 3۔ کسی مسئلہ کے استدلال کے لئے قرآنی آیات ذکر کرنا

استدلال میں قرآنی آیات کو سورت اور آیت نمبر کے بغیر ذکر کرتے ہیں۔ جیسے درج بالا مسئلہ میں ﴿فَإِنْ كَانَ لَهُ إِخْوَةٌ[12] ﴾اس کے بعد دوسری آیت﴿ إِنَّا مَعَكُمْ مُسْتَمِعُونَ[13]﴾ اس کے بعد تیسری آیت﴿وَكُنَّا لِحُكْمِهِمْ شَاهِدِينَ[14]﴾ ذکر کی ہے مگر کسی آیت کا حوالہ نہیں لکھا۔

اسی طرح مؤل کی اصطلاحی تعریف کے ضمن میں بھی انہوں نے قرآنی آیات ﴿وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلَّا اللَّهُ[15]﴾ ﴿ يَوْمَ يَأْتِي تَأْوِيلُهُ[16]﴾ , ﴿ أَنَا أُنَبِّئُكُمْ بِتَأْوِيلِهِ[17]﴾ سے استدلال کیا، مگر ی آیت نمبر یا سورت کا نام ذکر نہیں کیا۔

**4۔ بطور استدلال احادیث مبارکہ ذکر کرنا**

اسی طرح احادیث مبارکہ کو استدلال میں پیش کرتے وقت کتاب کے حوالے کا اہتمام نہیں کرتے۔ مثلاً(الإثنان فما فوقهما جماعة[18])اور(شرط الإستثناء اتصاله بالمستثنى منه[19]) کے ضمن میں(لأغزون قريشا ثم سكت فقال بعد إن شاء الله[20]) احادیث کو بغیر حوالے کے ذکر کرتے ہیں لاتے ہیں۔

**5۔ بطور استدلال آثار صحابہ ذکر کرنا**

بطور دلیل صحابہ کے اقوال بھی بغیر حوالہ کے ذکر کرتے ہیں۔ جیسے( هل يطلق الجمع لإثنين[21]؟) کے تحت حضرت بن عباسؓ کے اس قول ذکر:(ليس الأخوان إخوة في لسان قومک[22]) کو بغیر حوالے کے ذکر کرتے ہیں

**6۔ بطور استدلال اشعار ذکر کرنا**

کبھی کبھی کسی لفظ کی تشریح میں عربی اشعار کو دلیل کے طور پر پیش کرتے ہیں جیسے امر کے معانی بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ امر کبھی کبھی تمنی کے لئے آتا ہے[23] ۔دلیل کے طور پر شعر ذکر کرتے ہیں :

ألا أيها الليل الطويل ألا إنجلي

یہ شعر امرؤالقیس کے قصیدہ سے لیا گیا ہے پورا شعر اس طرح ہے:

ألا أيها الليل الطويل ألا انجلي بصبح وما الإصباح منك بأمثل[24]

امر کی تعریف[25] کے ضمن میں حضرت عمرو بن العاصؓ کے شعر کو جو انہوں نے حضرت امیر معاویہؓ کو کہا تھا کو ذکر کیا ہے:

أمرتك أمرا جازما فعصيتني

پورا شعر کچھ یوں ہے:

أَمَرْتُكَ أَمْرًا جَازِمًا فَعَصَيْتَنِي ... وَكَانَ مِنْ التَّوْفِيقِ قَتْلُ ابْنِ هَاشِمٍ[26]

**7۔ لغات ذکر نا۔**

صاحب مغتنم کبھی کبھی لغوی معنی بھی ذکر کرتے ہیں، جیسے نسخ کی بحث شروع کرتے ہوئے پہلے اس کا لغوی اور اصطلاحی معنی ذکر کرتے ہیں۔

جیسے نسخ کی بحث کی ابتداء میں نسخ کا معنی بیان کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں:

النسخ وهو لغة:الإزالة كنسخت الشمس الظل[27],والريح أثار القدم.والنقل: كنسخت الكتاب,ومنه مناسخة المواريث,وتناسخ الأرواح[28].

مجمل کی بحث میں تعریف سے پہلے اس کا لغوی معنی بیان کرتے ہیں:

المجمل لغة : المجموع و منه مجمل الحساب , و المجمل المقابل للمفصل[29].

اسی طرح تاویل کی تعریف سے پہلے اس کا لغوی معنی ذکر کرتے ہیں:

والتأويل لغة:من آل يؤل أي رجع .واصطلاحا:حمل الظاهرعلى محتمل مرجوح بدليل يرجحه[30].

**8۔ مسائل میں تکرار سے احتراز کرتے ہیں۔ جامع اور مانع الفاظ کے ساتھ مسئلہ کو بیان کرنے کی کوشش کرتے ہیں**

**کتاب اللہ کی تخصیص کتاب اللہ کے ساتھ کرنا کیسا ہے؟ اس مسئلہ کو ان جامع مانع الفاظ کے ساتھ بیان کیا:**

مسئلة: تخصيص الكتاب بالكتاب جوزه الأكثر مطلقا , علم تقدم العام أو الخاص أو جهلا , منهم: القاضي أبو زيد و جمع من الحنفية , و منعه بعض مطلقا , و فصل حنفية العراق و القاضي الباقلاني و إمام الحرمين بأن الخاص إن كان متأخرا موصولا فمخصص , أو متراخيا فناسخ بقدره فيبقى العام على قطعيته , أو متقدما فمنسوخ , و إن جهل التاريخ تعارضا, فإما أن يرجح بمرجح كالتحريم أو يتساقطا[31].

**8۔ منطقی اصطلاحات کا استعمال**

صاحبِ مغتنم اپنی کتاب میں منطق کے اصطلاحات بہت زیادہ استعمال کرتے ہیں، اسی لئے اس کتاب کو سمجھنے کے لئے منطق سے واقفیت ضروری ہے۔ جیسے علامہ بیضاوی اور امام الحرمین نے امر کی جو تعریف کی ہے اس کو ذکر کرتے ہیں: بل قول المقتضى لطاعة المأمور بفعل المأمور به۔ اس پر اعتراض کرتے ہوئے فرماتے ہیں: و فيه دور من وجهين بل من ثلثة أوجه لتوقف معرفة المأمور والمأمور به على الأمر, وكذا الطاعة لأنها موافقة الأمر[32].

یہاں پر شارح مصنف کی عبارت پر منطقی اصطلاح کو بنیاد بنا کر "دور" کا اعتراض کیا ہے۔

اسی طرح مسئلہ "صيغة الأمر لا يحتمل العدد "کے تحت فرماتے ہیں:

أقول : فيه أن وحدة ماء الكوز و الحوض و البير و النهر أظهر من وحدة جميع مياه الدنيا. وفي المسلم : فيه , ما فيه , إشارة إلى ما ذكر في السلم : في أن الكلي كما يصدق على الواحد من أفراده فكذا على الكثير منها[33].

اس عبارت میں منطقی اصطلاح "کلی" کا استعمال ہوا ہے۔اسی طرح ''فصل المنطوق والمفهوم'' میں "منطوق" کی تشریح میں فرماتے ہیں:

اقول: رفع السلب الكلي لا يستلزم الإيجاب الكلي بل الجزئ , فرفع الخطر في الجميع يتحقق بالإباحة في البعض-[34]

اس میں کلی، جزئی، سلب اور ایجاب جیسے منطقی اصطلاحات استعمال ہوئے ہیں۔

## 9۔ مصادرِ مغتنم الحصول فی علم الاصول

علامہ قندہاری نے جن مصادر سے استفادہ کیا ہے اپنے مخطوط میں ان کا تذکرہ کبھی کتاب کا نام سے اور کبھی مصنف کے نام کرتے ہیں۔ذیل میں مخطوط کے اصول فقہ کے چند اہم مصادر کا تذکرہ مصنفین کی تاریخ وفات کی ترتیب سے کیا جاتا ہے۔

1. الرسالة : الشافعي أبو عبد الله محمد بن إدريس بن العباس بن عثمان بن شافع بن عبد المطلب بن عبد مناف المطلبي القرشي المكي (المتوفى: 204ھ)
2. الفصول في الأصول: أحمد بن علي أبو بكر الرازي الجصاص الحنفي (المتوفى: 370ھ)
3. تقويم الادلة: عبد الله بن عمر بن عِيسَى, أَبُو زيد الدبوسي (المتوفى:430ھ)
4. المعتمد: محمد بن علي الطيب أبو الحسين البَصْري المعتزلي (المتوفى: 436ھ)
5. الاحكام فی اصول الاحكام: أبو محمد علي بن أحمد بن سعيد بن حزم الأندلسي القرطبي الظاهري (المتوفى: 456ھ)
6. العده فی اصول الفقه: القاضي أبو يعلى ، محمد بن الحسين بن محمد بن خلف ابن الفراء (المتوفى:458ھ)
7. الفقيه والمتفقه : أبو بكر أحمد بن علي بن ثابت بن أحمد بن مهدي الخطيب البغدادي (المتوفى: 463ھ)
8. التبصرة فی اصول الفقه: أبو اسحاق إبراهيم بن علي بن يوسف الشيرازي (المتوفى: 476ھ)
9. البرهان في أصول الفقه : عبد الملك بن عبد الله بن يوسف بن محمد الجويني، أبو المعالي، ركن الدين، الملقب بإمام الحرمين (المتوفى: 478ھ)
10. أصول السرخسي: محمد بن أحمد بن أبي سهل شمس الأئمة السرخسي (المتوفى: 483ھ)
11. قواطع الأدلة في الأصول : أبو المظفر، منصور بن محمد بن عبد الجبار ابن أحمد المروزى السمعاني التميمي الحنفي ثم الشافعي (المتوفى: 489ھ)
12. مستصفى : أبو حامد محمد بن محمد الغزالي الطوسي (المتوفى: 505ھ)

13. المنخول من تعليقات الاصول: أبو حامد محمد بن محمد الغزالي (المتوفى: 505ھ)-
14. المحصول فی علم الاصول : أبو عبد الله محمد بن عمر بن الحسن بن الحسين التيمي الرازي الملقب بفخر الدين الرازي خطيب الري (المتوفى: 606ھ)
15. الاحکام فی اصول الاحکام : أبو الحسن سيد الدين علي بن أبي علي بن محمد بن سالم الثعلبي الآمدي (المتوفى: 631ھ)
16. كشف الأسرار شرح أصول البزدوي : عبد العزيز بن أحمد بن محمد، علاء الدين البخاري الحنفي (المتوفى: 730ھ)
17. نهاية السول شرح منهاج الوصول : عبد الرحيم بن الحسن بن علي الإسنوي الشافعيّ، أبو محمد، جمال الدين (المتوفى: 772ھ)
18. شرح التلويح على التوضيح : سعد الدين مسعود بن عمر التفتازاني (المتوفى: 793ھ)
19. البحر المحيط في أصول الفقه: أبو عبد الله بدر الدين محمد بن عبد الله بن بهادر الزركشي (المتوفى: 794ھ)
20. التقرير والتحبير : أبو عبد الله، شمس الدين محمد بن محمد بن محمد المعروف بابن أمير حاج ويقال له ابن الموقت الحنفي (المتوفى: 879ھ)
21. مسلم الثبوت: محب الله بن عبد الشكور العثماني الصديقي الحنفي البهاري (المتوفى:1119ھ)

**خلاصہ بحث:**

علامہ حبیب اللہ قندہاری کا شمار مایہ ناز متاخرین اصولیین میں ہوتا ہے۔آپ کی یہ تالیف اصول فقہ کا بہترین مجموعہ ہے، جس میں اصول حنفیہ اور اصول شافعیہ دونوں مناہج کا خیال رکھا گیا ہے اور متاخرین کا طریقہ ہے۔چونکہ علامہ صاحب نے یہ کتاب علامہ محب اللہ بہاری کی "مسلم الثبوت" کے نقد اور رد میں لکھی ہے،اس لئے آپ نے کسی جگہ تو ان کی تائید کی ہے اور کسی جگہ ان کی رائے کے خلاف مسلک اختیار کیا ہے۔علامہ صاحب مسلکی تعصب سے بالاتر ہو کر یہ کتاب لکھی ہے اس لیے آپ نے مخالفین کے مذاہب اور ان کے دلائل کو خوب بیان کیا ہے۔

## References

1- Dr.Farooq Hassan,Fan ’Uṣūl Fiqh kī Tārīkh ‘Ahd Risālat se ‘A‘hd Ḥāḍir Tak,Dar Al ’Isha‘t,2006,Pg:80

2- Al Juvainī ‘Abdul Malik Bin ‘Abdullha Bin Yusuf Bin Muḥammad,Al Burhan Fī ’Uṣūl Al Fiqh,Dar Al Kutub Al ‘Ilmīya Beirūt,Editioni 1st ,Pg:271

3-Al Aāmdī Aībul Ḥassan syed al Dīn ‘Alī Bin Abī ‘Alī Bin Muḥammad,Al ’Iḥkam Fī ’Uṣūl Al ’Aḥkām ,Al maktab Al ’Islami Beirūt,Vol:4,Pg:45

4-Al maqdasī Abū Muḥammad Muwaffiq Al Dīn ‘Abdullha Aḥmad Bin Muḥammad Bin Qudāma, Rawḍatul Nāẓir Fī Uṣūl Al Fiqh,Mu’ssa Al Rayyān Lil Ṭbā‘t Wl Nashar Wl Tawzī‘Edition 2nd,2002,Vol:1,Pg:20

5-Ṣiddīqī Muḥammad Akbar Al Dīn,Mashāhīr Qandhar,Ḥabīb ullha Tājir Qandhar bazar Afghanistan,Pg:165

6- Dā’ira Al M‘ārif Al ’Islamīmīya,Urdu Danish Gah Panjab Lahor,1971,Vol:7,Pg:888

7- Faqīr Muḥammad Amīr Shah Qāadr ī,Tadhkira ‘Ulamā Mashā’īkh Sarḥad,Maktaba Al Ḥasan Kūcha Aāqā Pīr Ṣāḥib yaka Tut Peshawar,Pg:113-121

8-Makhṭūṭ Mughmtanam Al Ḥuṣūl Fī ‘Ilm Al Ḥuṣūl,Pg:109

9- Ibid,Pg:147

10- Ibid,Pg:129

11-Ibid,Pg:129

12-Al Nisa,11

13- Al Shu‘arā’:15

14 -Al ’Ambiā’:78

15-Aāl ‘Imrān,7

16 -Al A‘rāf:53

17 -Yusaf:45

18-Musannif ibn E Abi Shaiba, Abubakkar bin abi Shaiba, Maktabat ur Rashud, Al-Riaz, 1409, Hadith No: 8811

19- Makhṭūṭ Mughmtanam Al Ḥuṣūl Fī ‘Ilm Al Ḥuṣūl,Pg:151

20 .-Mussanif Abdur Razzaq, Hadith No: 11306

21- Makhṭūṭ Mughmtanam Al Ḥuṣūl Fī ‘Ilm Al Ḥuṣūl,Pg:129

22 -Abu Hakim, Hadith No: 7960

23-Makhṭūṭ Mughmtanam Al Ḥuṣūl Fī ‘Ilm Al Ḥuṣūl,Pg:109

24 -Lisan Ul Arab, V: 11, Pg: 361.

25-Makhṭūṭ Mughmtanam Al Ḥuṣūl Fī ‘Ilm Al Ḥuṣūl,Pg:107

26- Hashiyat ul Attar Aala Sharh e Al Jalal Al Mahalli, V: 1,Pg: 466..

27-Al Sihah Tajul Lughat, V: 1, Pg: 433.

28- Makhṭūṭ Mughmtanam Al Ḥuṣūl Fī ‘Ilm Al Ḥuṣūl,Pg:199

29 -Ibid,Pg:186

30-Ibid,Pg:16

31 -Ibid,Pg:163
32-Ibid,Pg:107
33- Ibid,Pg:114
34-Ibid,Pg:175